سرکاری مناصب اور ذرائع کا ذمہ دارانہ استعمال تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں!

محمد یسین ظفر
سیکرٹری جنرل
وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

الحمدلله رب العالمین والصلاة والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین، وبعد:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں سب سے اعلیٰ واشرف انسان کو بنایا۔ ’’ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہ فی البر والبحر ‘‘ پھر انہیں زندگی گزارنے کے لیے مثالی اور مربوط نظام اور رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کو مبعوث کیا۔ جنہوں نے اس نظام کے مطابق عملی زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ تمام انبیاء کرام منصب نبوت کے ساتھ اپنی اپنی امتوں کے حاکم، داعی اور فرمانروا ہوئے۔ خصوصاً خاتم الانبیاء حضرت محمد کریم ﷺ جہاں منصب نبوت پر فائز تھے۔ وہاں آپ مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست کے حاکم تھے۔ اور آپ نے حکومت سازی، دستور سازی اور سرکاری مناصب پر افراد کا تقرر اور سرکاری وسائل کے صحیح استعمال کے لیے بہترین تعلیمات چھوڑی۔ آپ سے براہ راست تربیت حاصل کرنے والے خلفاء الراشدین نے یادگار اور مثالی تاریخ رقم کی ہے۔

فتح مکہ کے بعد حجاز اور یمن تقریباً اسلامی ریاست میں شامل ہو گئے اس کی نگرانی اور انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لیے آپ وقتاً فوقتاً عامل (گورنر) مقرر فرمائے۔ جس کے لیے آپ کی اہلیت اور صلاحیت کو مدنظر رکھتے تھے۔ کیونکہ اسلامی نظام کی تطبیق کے لیے از حد ضروری ہے کہ ذمہ داری پر فائز اہلیت رکھتا ہو۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر ان ذمہ داریوں کے لیے بعض صلاحیتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جن کا اختصار چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ پہلی بات اہلیت اور صلاحیت دوسری صاحب علم ہو تیسری قوت نافذہ ہو۔ اور چوتھی امانت دار ہو۔ یہ چار باتیں جس میں جمع وہ یقیناً کسی منصب کے لائق ہوسکتا ہے۔ چونکہ منصب امانت ہے۔ اور امانت ہمیشہ اہل لوگوں کو دی جاتی ہے۔ فرمان ربانی ہے ’’ان اللہ یامرکم ان تودّو الامانات الی اھلھا ‘‘ سورۃ النساء (58) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ علماء نے فرمایا کہ یہ آیت والیان حکومت کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی ان پر لازم ہے کہ عہدے ان کے اہل لوگوں کے سپرد کریں۔ اس بارے میں ایک حدیث بھی ہے۔ ’’ انا لانولی امر ھذا من طلبہ ‘‘ عہدہ طلب کرنے والے کو منصب نہیں دیا جاتا۔ ایک اور مقام پر ارشاد بانی ہے۔ ’’ یاایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونو اماناتکم وانتم تعلمون ‘‘ امام ابن تیمیہ

"اس آیت کو بھی عہدوں کے سلسلے میں اسلامی نقطہ نظر کا ترجمان سمجھتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ اگر حقدار اور بہتر اہلیت رکھنے والے کو فراموش کر کے کسی دوسرے کو رشتہ دار ہونے یا ہم مذہب ہونے ،ہم وطن ہونے اور ہم مشرب ہونے یا ہم جنس ملکی ،فارسی ،عربی ،ترکی ،رومی وغیرہ ہونے یا کچھ رشوت کا مال لینے یا کسی بھی نفع وغیرہ حاصل کرنے یا اہل اور حقدار سے کینہ رکھنے یا کھلی دشمنی کی وجہ سے تقرر کر لیا جائے۔تو اس نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی۔انسان کامل ص۔369

کسی اہم منصب پر تقرری کرتے ہوئے اس کے تقویٰ،علم و دانش اور علم وعمل کا ضرور جائزہ لینا چاہیے اور بہت مناسب ہے کہ اس کا باقاعدہ امتحان لیا جائے۔حضور نبی کریم ﷺ نے جب معاذ بن جبل ؓ کو یمن کا عامل مقرر فرمایا تو ان سے چند سوالات پوچھے کہ آپ کا وہاں کیا طرز عمل ہوگا؟فرمایا کہ میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرونگا۔آپ نے پوچھا اگر کتاب میں نہ پاؤ تو معاذؓ نے کہا کہ میں سنت پر عمل کرونگا۔آپ نے پھر پوچھا؟اگر سنت میں نہ پاؤ تو معاذؓ نے کہا میں اجتہاد کرونگا۔اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور معاذ بن جبلؓ کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"**اعلم امتی بالحلال والحرام معاذ بن جبل**"

سرکاری عہدے داروں کو یہ تلقین کرنی چاہیے کہ وہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کریں۔جیسا کہ آپ نے معاذ بن جبل کو یہ فرمایا کہ" **یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا** "آسانی پیدا کرنا مشکل میں نہ ڈالنا،بشارتیں دینا اور متنفر نہ کرنا۔

سرکاری منصب کوئی معمولی ذمہ داری نہیں۔بلکہ یہ امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذمہ دار کے لیے امتحان کا باعث بھی ہوگا۔سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے جب عہدہ طلب کیا۔آپ نے فرمایا تھا"**یا ابا ذر انت ضعیف وھذہ الامانة والندامة وخزی یوم القیامة الا من ادی بحقھا اوادی علیہ ما فیھا**"اے ابوذر یہ امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رسوائی اور خجالت کا باعث بھی ہے۔مگر وہ جس نے اس کا حق ادا کر دیا۔

نااہل کو منصب دینا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔آپ نے فرمایا تھا"**اذا ضیعت الامانة فا نتظر الساعة قال کیف اضاعتھا یا رسول اللہ قال اذا اسند الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعة**۔

سرکاری ملازم کسی بھی منصب پر ہو۔اس کا ایک دائرہ اختیار ہے۔جس کے تحت وہ اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔اور رعایا کی خدمت بجالاتا ہے۔لیکن اکثر عہدے دار اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔اور

اپنے بڑوں کوخوش کرنے کے لیے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ بن خطاب کے عہدہ خلافت میں ایک عامل نے زکاۃ کی بکریاں بیت المال کے لیے بھیجی انہیں دیکھ کر سیدنا عمرؓ کوشک ہوا۔ کہ کیوں نہ ہو کہ عامل نے لوگوں سے یہ بکریاں زبردستی لی ہوں۔ کیونکہ وہ ساری موٹی تازی تھیں۔ تحقیق کرنے پر ایسا ہی معلوم ہوا۔ تو آپ نے اس عامل کو بلا بھیجا سختی سے باز پرس کی۔ اور وہ بکریاں مالکان کو واپس کر دیں۔

آپ ﷺ نے لوگوں کی سہولت کے لیے مسجد نبوی کو سیکرٹریٹ قرار دیے دیا تھا۔ جہاں سائل کی آمدورفت آسان تھی۔ اور لوگوں کے مسائل سننے اوران کے حل کے لیے آپ ﷺ خود تشریف فرما ہوتے۔ بصورت دیگر سیدنا علیؓ بن ابی طالب سیدنا مقدادؓ بن اسود، سیدنا زبیرؓ بن عوام یہ خدمت بجالاتے۔

سرکاری عہدوں میں ایک نازک ترین عہدہ مشیر کا ہے۔ اگرچہ اسلاف میں یہ فریضہ بہی خواہ اور ہمدردی رکھنے والے سرانجام دیتے تھے۔ سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ کے دور میں پہلے ادوار کی نسبت زیادہ فتنے ہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ ان کے مشیر ہم تھے۔ جبکہ میرے مشیر تم جیسے ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ باقاعدہ ایک سرکاری عہدہ بن گیا۔ بدقسمتی سے اس پر ہمیشہ ایسے لوگوں کو لایا جاتا ہے۔ جو کسی طرح بھی کوئی عہدہ حاصل کرنے کے اہل نہیں ہوتے۔ آج کی دنیا میں تو وہ لوگ مشیر قرار پاتے ہیں۔ جو الیکشن میں بری طرح ہار جاتے ہیں۔ عوام انہیں اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ لیکن حکومت انہیں مشیر بنا کر پھر عوام پر مسلط کر دیتے ہیں۔ ماضی قریب میں ایسے مشیروں کی وجہ سے کچھ جلاوطن ہوئے اور کچھ لوگ نام نہاد جلاوطنی ختم کر کے مصیبت میں پھنس گئے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آج یہ مشیر محض ذاتی مفادات کے لیے ایسے مشورے دیتے ہیں۔ جس سے ملک وعوام کا بھلا ہو یا نہ ہو ان کا اپنا پیٹ ضرور بھرتا ہے۔

عہدوں کے ساتھ اہم چیز وہ سرکاری وسائل اور ذرائع ہیں۔ جن کا استعمال منصب پر فائز افسران کرتے ہیں۔ یہ وسائل اور ذرائع بھی عہدوں کی طرح ان کے پاس امانت ہیں ان کے استعمال میں بھی پوری امانت اور دیانتداری چاہیے۔ چونکہ اسلام ہمیں تعلیمات نبوی پر عمل کی تلقین کرتا ہے۔ اور سیرت نبوی ﷺ کا یہ پہلو ہمیشہ نظرانداز رہا ہے۔ کہ سادگی اختیار کرو۔ اور تکلفات سے بچو۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' انا و امتی بری من التکلفات '' میں اور میری امت تکلفات سے بری ہیں۔ اور سیدنا عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں۔'' نھینا عن التکلفات '' ہمیں تکلفات سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ خود آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب بڑی سادہ زندگی بسر کرتے۔ سادہ لباس زیب تن کرتے۔ سادہ خوراک استعمال کرتے۔ جس سے اخراجات میں خاطرخواہ کمی آتی۔ خاص کر خلفاء راشدین بہت احتیاط سے کام لیتے۔

اور کبھی بھی بیت المال پر بوجھ نہ بنتے۔ یہ بچت وہ رعایا کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتے۔ اور ہمیشہ یہ احساس دلاتے کہ سرکاری خزانے کے مالک عوام ہیں۔ اور ان کی مرضی کے مطابق تصرفات ہونے چاہیے۔

فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے پہلے گورنر عتاب بن اسیدؓ کو مقرر کیا۔ اور والی مکہ کی تنخواہ ایک درہم یومیہ مقرر کی تھی۔ جبکہ اس سے قبل حاکموں کی تنخواہ کا تصور نہ تھا۔ مال غنیمت سے جو مل جاتا اس پر کفایت کرتے تھے۔ ان کے رشوت لینے کا تصور نہ تھا۔ اور نہ ہی یہ تجارت کر سکتے تھے۔ سرکاری عہدوں پر فائز حضرات کے لیے آپ ﷺ نے یہ فارمولا مقرر کیا تھا۔ کہ جو شخص عامل ہو وہ اپنے ہمراہ اپنی بیوی کا خرچہ وصول کرے۔ اگر ملازم نہ تو نوکر رکھ سکتا ہے۔ اور اگر مکان نہ ہو گھر بنا سکتا ہے۔ اور اس سے زائد وصول کرے تو وہ خائن یا چور ہوگا۔

فاتح شام سیدنا ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنے وقت کے بے باک نڈر اور انتہائی منتظم جرنیل تھے۔ امیر المومنین عمر بن خطابؓ جب فتح قدس کے سلسلہ میں شام گئے تو ابوعبیدہؓ سے بھی ملے۔ اور فرمانے لگے کہ آج رات میں آپ کے گھر گزاروں گا۔ ابوعبیدہؓ نے ٹالنے کی کوشش اور کہا کہ آپ میرا گھر دیکھ کر میرے اوپر رونا چاہتے ہیں۔ لیکن سیدنا عمر سرکاری کام سے فارغ ہو کر ان کے ہمراہ چلے گئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں گھوڑے کی زین، ایک مٹکا، ایک پیالہ اور خشک روٹی کے چند ٹکڑے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑے۔ ابوعبیدہ کہنے لگے میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرا گھر دیکھ کر روئیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا دنیا نے ہم سب کو بدل دیا۔ لیکن ابوعبیدہ آپ نہ بدلے۔ پوری اسلامی عسکری قوت کے مالک مگر سادگی کا یہ عالم دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر دامن گیر۔ اس وقعہ کو سامنے رکھ کر موجودہ حالات کا موازنہ کیا جائے۔ تو حیرانگی ہوتی ہے۔ وہ لوگ جنہیں جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ آج پر تکلف محلات میں پر آسائش زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سرکاری وسائل میں بے جا تصرفات تباہی کا راستہ ہے۔ اس لیے بڑے منصب پر فائز لوگوں کا اولین فرض ہے کہ وہ اس پر نظر رکھیں۔ اور ان ذرائع کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ آجکل سرکاری تقریبا اور کلیدی عہدوں پر فائز شخصیات کے پروٹوکول کے نام پر بے تحاشا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس پر فوری نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اپنی شہرت اور پبلسٹی کے لیے سرکاری وسائل استعمال کیے جائیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر کنٹرول کیا جائے۔

امید ہے کہ سرکاری منصب اور ذرائع کا ذمہ دارانہ استعمال اس ملک کی ترقی کا باعث ہوگا۔

ان شاء الله.